91

حرکت میں برکت ہے

فرمودہ ۲۳ ؍ جولائی ۱۹۲۰ء

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسانی حالت بلکہ ہر ایک چیز کی حالت دو باتوں سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ یا تو اُوپر کو جاتی ہوگی۔ ترقی کر رہی ہوگی یا تنزل کی طرف جا رہی ہوگی۔ ان دونوں حالتوں کے علاوہ کوئی تیسری حالت نظر نہیں آتی۔ وہ حالت جو کھڑی اور ٹھہری ہوئی کہلاتی ہے۔ در حقیقت کوئی حالت نہیں۔ قدرت نے انسان اور تمام موجودات میں حرکت رکھی ہے۔ ہر ایک چیز کا ہلنا آگے کی طرف ہوگا یا پیچھے کی طرف۔ کھڑی رہنے والی کوئی چیز نہیں۔ جو چیز ہمیں کھڑی نظر آتی ہے۔ وہ ہماری نظر کی غلطی ہے۔ ہم اس کی حرکت کو سمجھ نہیں سکتے۔ ورنہ وہ ترقی کر رہی ہے، یا تنزل۔ ہر آن انسان ترقی کر رہا ہوگا یا تنزل۔ یا کامیابی کی طرف جا رہا ہوگا۔ یا ناکامی کی طرف۔ یا علم حاصل کر رہا ہوگا۔ یا جہالت کی طرف لوٹ رہا ہوگا۔ باریک در باریک ذرائع سے اس کے اندر حرکت ہوتی ہے۔ حتّٰی کہ وہ خود نہیں سمجھتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہماری شریعت نے بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان دینا مقرر فرمایا ہے[1]۔ بچہ اس وقت اس اذان کو نہیں سمجھتا۔ مگر خالق فطرت جانتا تھا کہ یہ وقت ہے کہ اس میں ایک حرکت ہے جس کو یہ نہیں جانتا۔ مگر وہ حرکت بُری بھی ہو سکتی ہے۔ اچھی بھی۔ اس لیے ایسی حالت میں ایک ایسی حرکت اسکو دی گئی ہے جو اچھائی کی طرف لے جانے والی ہے۔ اس بات کو جہالت کی بات سمجھا جاتا تھا۔ جب تک دُنیا نے ان علوم کو معلوم نہ کر لیا۔ بچہ کے کان کی اذان کو رسم کہا جاتا تھا لیکن علوم نے نکل کر بتا دیا کہ یہ بات حکمت کی بات تھی اور یہی بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سَو[13] سال قبل خدا سے علم پا کر بتا دی تھی۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب باب الاذان فی اذن الصبی

پس یہ ایک مسلمہ اور ثابت شدہ بات ہے کہ انسان ہر وقت حرکت میں رہتا ہے۔ وہ حرکت خواہ جہالت کی طرف ہو۔ خواہ علمی میدان کی طرف اور اس کے اسباب و محرکات بھی ہوتے ہیں۔ گو وہ مخفی ہوں اور جن کو وہ شخص جس میں تغیر ہو رہا ہے۔ نہ جانتا ہو۔ اور درحقیقت بعض اوقات وہ تغیرات اور وہ حرکات جو صادر ہوتی ہیں۔ اس قدر باریک ہوتی ہیں کہ انسان ان کا پتہ نہیں لگا سکتا۔ ہاں ممکن ہے کہ اس قسم کے آلات نکال لیے جائیں۔ جن سے اس تغیر کا پتہ لگ جایا کرے۔

اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ ہم کھڑے نہیں تھے۔ بلکہ ہل رہے تھے۔ یا ہم ترقی کی طرف جا رہے تھے۔ یا تنزل کی طرف۔ بدی کی طرف ہمارا قدم اُٹھ رہا تھا یا نیکی کی طرف پس جب ایسی حالت ہے۔ تو ہم ہر وقت خطرے میں ہیں۔ اس لیے بہر حال کوشش میں مصروف رہنا چاہیئے کہ کسی وقت نادانی سے اُلٹے نہ چل پڑیں۔ اور ہمیں علم بھی نہ ہو۔ جب دیکھیں تو معلوم ہو۔ کہ ہم تنزل کی طرف جا رہے تھے۔ اور بغیر علم کے تباہی میں پڑ جائیں۔ ضرورت ہے کہ ہوشیاری کے ساتھ آگے کی طرف قدم بڑھائیں۔ پیچھے کی حرکت سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ ہم آگے کی طرف جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک حالت پر رہتا ہے۔ اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے آگے کی طرف بڑھ رہا ہو یا پیچھے کی طرف جا رہا ہو۔ اور اگر پیچھے کو ہٹ رہا ہو۔ تو ایک وقت آئے اور اس کا ایمان ضائع ہو جائے۔ ایمان کے بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ترقی کی طرف جا رہا ہو۔ پس مومن کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ ایمان اور اعمال میں ہمیشہ بڑھتا رہے۔

ایک خاص امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: ۹۳) دنیا میں اعمال چند قسم کے ہوتے ہیں۔ مالی قربانی۔ جانی قربانی۔ عزت کی قربانی۔ دماغی قربانی۔ وہ بھی جسمانی قربانی کا ایک حصہ ہے۔ دراصل یہ تین ہی قربانیاں ہیں۔ مالی قربانی جسمانی قربانی عزت کی قربانی۔ باقی تمام قربانیاں اس کے نیچے آجاتی ہیں۔ ان میں سے جس قربانی میں کمی کی جائے۔ اسی کی کمی کے باعث ذلیل ہونا پڑیگا۔

ہماری جماعت بھی ایک خدمت عظیم کے لیے کھڑی ہوتی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ دُنیا میں ایک تغیر پیدا کر دیگی۔ اس وقت ہماری مثال ظاہری نظروں میں ایسی ہے۔ جیسی کہ اس جانور کی جو رات کو ٹانگیں اوپر کر کے سوتا ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تو اس طرح کیوں سوتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ ساری دُنیا تو سو جاتی ہے۔ مَیں اس لیے اس طرح سوتا ہوں کہ اگر رات کو آسمان گر پڑے تو مَیں اس کو اپنی ٹانگوں پر اُٹھا لوں۔ اور لوگ نیچے سے نکل کر بچ جائیں۔ یہ ایک لطیفہ ہے۔ ہماری حالت اور اس میں فرق یہ ہے

کہ یہ ایک لطیفہ ہی ہے۔ اور ہمارے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ اگر ہم اس کی راہ میں کوشش کریں۔ تو ہم خدا کے فضل سے آسمان کو اُٹھانے کے قابل ہو جائینگے۔ اس لیے ہمیشہ غور کرنا چاہیئے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں وہ لوگ بڑی غفلت میں ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ذرا آرام کرلیں۔ کیونکہ یہاں مومن کے لیے آرام کرنے کی جگہ نہیں درحقیقت روحانی کامیابی کی مثال چکنی جگہ کی ہے۔ کہ اگر ٹھہرا تو نیچے کو گیا۔ جن لوگوں کو پہاڑ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ بعض پہاڑی راستوں پر پتے گر گر کر چکنے ہو جاتے ہیں۔ ان پر اگر آدمی تیزی سے سیدھا آگے چلتا چلا جائے۔ تو چل سکے گا۔ ورنہ پھسلنے لگے گا۔ پس روحانی حالت بھی ایسی ہے کہ جب تک چلتا جائے محفوظ ہے اور اگر یہ خیال کریگا کہ ذرا سستا لوں۔ تو سمجھو کہ گیا۔ یہ وہ راستہ ہے کہ اس میں کوئی پڑاؤ نہیں۔ اس کا پڑاؤ وہی ہے۔ جو منزل مقصود ہے۔

ہماری جماعت کی یہ حالت مالی قربانی میں نظر آتی ہے اور مالی قربانی ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو نظر آتی ہے۔ کیونکہ اس کے رجسٹر رکھے ہوتے ہیں۔ اور تو کوئی چیز نہیں جس کے رجسٹر ہوں۔ اسی سال مَیں نے دیکھا کہ بعض وہ اضلاع جن کا روپیہ سلسلہ کے کاموں میں زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ ان میں اس دفعہ مسجد لندن کے چندے کے بعد کچھ سُستی ہو گئی ہے۔ قادیان والے بھی سُستی کرتے ہیں جس جوش سے چندے لکھواتے تھے۔ ان میں بعض رقمیں ادا نہیں ہوتیں۔ پس سب سے پہلے آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جو روحانی سفر میں ٹھہرتا ہے۔ وہ جان کھوتا ہے۔ اس کے بعد باہر کی جماعتوں کو اسی خطبہ کے ذریعہ مخاطب کرتا ہوں۔ کہ وہ سُستی کو چھوڑ دیں۔

بعض بڑی بڑی جماعتیں۔ سیالکوٹ۔ لائل پور۔ سرگودھا۔ شاہ پور۔ حیدر آباد دکن۔ گورداسپور۔ ان میں سے بعض جماعتیں تو وہ ہیں۔ جو نئی آبادی کے باعث زیادہ مالی قربانی کرسکتی ہیں۔ بعض علاقوں میں جماعت کی کثرت ہے اور بعض میں جماعت کے آدمی آسودہ ہیں۔ مثلاً حیدر آباد۔ پس میں سب سے پہلے قادیان والوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ اور پھر باہر والوں کو اسی خطبہ کے ذریعہ جو اخبار کے ذریعہ اُن تک پہنچ جائیگا کہ یہاں ٹھہرنا اور سُستی کرنا بہت خطرے کا مقام ہے۔ جو ٹھہر گیا وہ نیچے کی طرف جائیگا۔ پہاڑ پر سے گرے تو تحت الثریٰ میں گرنے کے سوا ٹھہرنا مشکل ہے۔ پس یہ خطرہ کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے سمجھنے کی توفیق دے۔ اور ہمارا قدم ٹھہرا ہوا قدم نہ ہو۔ بلکہ آگے کی طرف بڑھنے والا قدم ہو۔"

(الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۰ء)